OPEN ACCESS
Al-Duhaa
﴾Journal of Islamic Studies﴿
ISSN (print): 2710-0812
ISSN (online): 2710-3617
www.alduhaa.com

Al-duhaa, Vol.:3, Issue: 2, Jul -Dec 2022
DOI:10.51665/al-duhaa.003.02.0221, PP: 47-56

اسلام کا معاشی نظام اور اس کے نظریاتی پہلو ایک اجمالی جائزہ

Economic system of Islam and its Ideological aspects: A brief overview

Published:
31-12-2022
Accepted:
01-12-2022
Received:
25-08-2022

Basheer Ahmad
MPhil Scholar, Federal Urdu University of science & technology, Islamabad
Email: basheeerahmad590@gmail.com

Saadjaffar
Lecturer Islamic studies, Department of Pakistan Studies, Abbottabad University of Science and Technology
Email: Saadjaffar@aust.edu.pk

Abstract

Islam encourage Economic development and halal earning, however, there are many ways of earning in society which are not only illegal but also Haram, so in this article moral Economic values and its ideological aspects of earning that a Muslim must be characterized are described, Because until a Muslim brings these ideological aspects into his economic system, he cannot become a successful person، some of which are aspects that must be chosen, such as piety patience, gratitude kindness, cooperation, contentment brotherhood. While there are many other things, which must also be avoided, such as usury, gambling, hoarding, swearing, ill-gotten gains, etc. so this article examines these ethical values in detail.

Keywords: *Islamic Economic, success, ideological aspects, cooperation.*

CC BY

تمہید

اسلام صرف عبادات کا مذہب نہیں ،بلکہ اسلام انسان کے انفرادی اور اجتماعی زندگی کیلئے ایک مکمل ضابطہ اخلاق ہے ، زندگی کے تمام گوشوں میں حتیٰ کہ سیاست ،معیشت ،معاشرت اور معاملات میں رہنمائی فراہم کرتا ہے ۔

اسی طرح ہر شخص چاہتا ہے کہ مجھے معاشی طور پر ترقی ملے اور میں کسی کا محتاج نہ ہو ،اور میں ایک سکون والی زندگی گزار سکوں ، لیکن صرف چاہنے سے اور اس طرح تمنا کرنے سے تو کوئی ترقی نہیں مل سکتی اور نہ ہی کامیابی مل سکتی ہے ، کیونکہ بحیثیت مسلمان ہم سب نے جب کلمہ پڑھ لیا ہے تو ہم نے اس بات کا اقرار کیا ہے ہم اللہ اور اس کے رسول کے طریقے اپنے زندگی میں زندہ کرینگے اور زندگی کے تمام شعبوں میں دین کو زندہ کرنا لازمی ہے ورنہ ایک ہم صرف عبادات کے حد تک دین کو تو زندہ کریں مگر معاملات اور معیشت میں ہم اپنی مرضی سے چلے تو یہ یہ دین پر عمل نہیں بلکہ خواہشات پر عمل کرنا ہے ، لہٰذا اگر دینا میں معاشی طور پر ہمیں استحکام اور ترقی چاہیے تو اس میں تمام تر معاشی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ شریعت مطھرہ کے بیان کردہ معیشت کے نظریاتی پہلو کو جب تک زندہ نہ کریں اور اس عمل نہ کریں تو اس وقت تک استحکام اور ترقی کا خواب دیکھنا ایک لاحاصل معاملہ ہے ، لیکن اگر ان نظریاتی اور اخلاقی پہلو کو بھی ہم معیشت میں زندہ کریں تو پھر ان سرگرمیوں سے ملنے والا نفع حلال اور خیر وبرکت کا ذریعہ ہوگا ، ورنہ اگر ان ااخلاقی اقدار کو پامال کیا گیا تو پھر دنیا وآخرت میں وبال کا ذریعہ ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ انسانی زندگی میں یہ معیشت کا شعبہ اتنا اہم ہے کہ یہ صرف انسان کو معاشی طور پر مستحکم نہیں کرتا بلکہ یہ انسان کے شعبہ عبادات پر بھی اثر انداز ہوتا ہے ،اور اس میں شریعت کے قانون اور اخلاق کو چھوڑ کر عبادت اور دعاوں کے عدم قبولیت کا ذریعہ بنتا ہیں ، چنانچہ آنے والے چند سطروں میں ہم اسلام کے معاشی سسٹم اور اس کے نظریاتی پہلو پر تفصیلی بحث کرتے ہیں ،اللہ سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

تقویٰ:

عربی لغت میں تقویٰ "وقی" سے مشتق ہے جس کا معنی ہے

"حفظ الشی ما یوذیه ویضره "[1]

کسی چیز کو نقصان اور ضرر والی چیز سے بچانا۔

تقوی کا مقام دل ہے یعنی تقوی دل اس کیفیت کا نام ہے جس سے اللہ رب العزت کے حاضر ناظر اور عظمت وجلال کا تصور ہر وقت اجاگر رہتا ہے اور خیر کی طرف رغبت اور شر سے نفرت بھی تقوی کا خاصہ ہے۔اس لئے ایک حدیث میں آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"التقوی ھٰھنا"[2]

تقوی یہاں ہوتا ہے

آپ نے یہ کہتے ہوئے اپنے دل کی طرف اشارہ کردیا۔ ائلئے کہ اگر دل میں خدا کا خوف نہیں اور صرف عمل سے تقوی کو ظاہر کیا جارہا ہو تو وہ تقوی نہیں بلکہ ریاکاری ہے جو مذموم ہے۔

اسی طرح تقوی صرف عبادات تک محدود نہیں ،بلکہ تقوی کا مفہوم بہت وسیع ہیں ،جس طرح عبادات میں تقوی مطلوب ہے اسی طرح معیشت ،معاشرت ،معاملات وغیرہ میں بھی تقوی مطلوب ہے ، کیونکہ تقوی سے مقصود ہر وہ کام کرنا جو

اللہ کی رضامندی کا ذریعہ ہو اور ہر اس کام سے بچنا جو اللہ کے ناراضگی کا ذریعہ بنتا ہو۔

اسلامی معاشی نظام میں تقوی کا کردار:

اسلامی نظم معیشت میں تقوی کا اظہار مثبت اور منفی دونوں جہتوں سے ہوتا ہے، یعنی معیشت میں ان امور کو اختیار کرنا جن کا قرآن اور حدیث ہمیں تعلیمات دی ہیں اور جو اللہ کے رضا کا ذریعہ ہیں اور منفی پہلو یہ ہے کہ ان امور سے بچا جائے جن سے شریعت مطہرہ نے منع کیا ہیں۔ مندرجہ ذیل میں ہم ان امور کو ذکر کرتے ہیں جن کا تعلق تقوی سے ہیں اور اسلامی نظم معیشت میں ان کا لحاظ رکھنا بہت ضروری ہے۔

1۔ حرام اور حلال کا تصور:

شریعت مطہرہ کسی بھی انسان کو تجارت اور نفع کمانے سے نہیں روکتا بلکہ اس کی ترغیب دیتا ہے مگر اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ آمدنی کیلئے کوئی ایسا ذریعہ اختیار کیا جائے جو حلال اور جائز ہو اور ان تمام ذرائع سے بچا جائے جن کو شریعت نے ناجائز اور حرام قرار دیا ہو۔

اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا"[3]

اے لوگوں! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ۔

اس کے علاوہ جو مشتبہات ہیں ان سے بچنے کی بھی شریعت نے تاکید کی ہیں، چنانچہ صحیح بخاری آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"عن النعمان ابن بشير رضي الله عنه قال قال النبی ﷺ الحلال بين والحرام بين وبينهماامور مشتبهة، فمن ترک ما شبهه عليه من الاثم کان لما استبان اترک ،ومن اجترأعلى ما يشک عليه من الاثم اوشک ان يواقع ما استبان،والمعاصی حمی الله ،من يرتع حول الحمى يوشک ان يواقعه"[4]

حضرت نعمان ابن بشیرؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ حلال کھلا ہوا ہے اور حرام بھی کھلا ہوا ہے اور ان دونوں کے بیچ ایسی چیزیں ہیں جو شبعہ میں ڈالنے والی ہیں (دونوں طرف ملتی جلتی ہیں) پھر جس نے اس چیز کو چھوڑ دیا جس کے گناہ میں شبہ ہو تو وہ صاف صاف گناہ کو ضرور چھوڑ دیگا اور جس نے شبہ کی چیزوں پر دلیری کی وہ قریب ہے کہ صاف صاف حرام میں پھنس جائے گا اور گناہ اللہ کے چراگاہ ہیں، جو چراگاہ کے آس پاس چرائے تو قریب ہے کہ چراگاہ میں گھس جائے۔

اسی طرح سود کی جتنی بھی صورتیں ہو سکتی ہیں سب کو ناجائز اور حرام قرار دیا گیا اسی طرح قمار، غرر وغیرہ جو بھی ناجائز آمدنی کے ذرائع ہیں سب کو منع کیا۔

2۔ تجارت باہمی رضامندی سے ہو:

اسلام نے تجارتی اخلاقیات کا ایک ضابطہ یہ ذکر کیا ہے کہ تجارتی لین دین میں دیانت داری اور خداترسی ہو اور لین دین

آپس کی رضامندی سے ہو اور ان تمام ذرائع کو منع کیا ہے جو ظلم اور زیادتی کا ذریعہ بنتے ہو، چنانچہ اس بارے میں قرآنی تعلیمات مندرجہ ذیل ہیں:

"يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ "[5]

اے ایمان والو! اپنے اموال کو آپس میں باطل طریقہ سے نہ کھاؤ بلکہ باہمی رضامندی کے ساتھ تجارت کی راہ سے نفع حاصل کرو۔

3۔ذخیرہ اندوزی کی ممانعت:

اسلام نے تجارت میں اس بات کی ممانعت کی ہے کہ لوگوں کی ضروریات زندگی کو روک لیا جائے تاکہ ان کی قیمت بڑھ کر زیادہ منافع کمایا جاسکے، ذخیرہ اندوزی کو سختی سے منع کیا اور ایسا کرنے والے پر اللہ کے نبی نے لعنت بھیجی ہے۔

"عن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الجالب مرزوق والمحتکرملعون"[6]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص باہر سے اناج لاکر فروخت کرتا ہے اسے رزق دیا جاتا

ہے اور ذخیر اندوزی کرنے والا ملعون ہے۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا:

"عن معمربن ابی معمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من احتکر طعاماً فهو خاطی"[7]

معمر بن ابی معمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کھانے پینے کی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کی تو وہ بڑا گناہ گار اور خطاکار ہے۔

4۔اسراف کی ممانعت:

اسلام جس طرح جائز آمدنی حاصل کرنے کی ترغیب دیتا ہے اسی طرح جائز مصارف میں اسے خرچ کرنے کی بھی ترغیب دیتا ہے، تاکہ مال جو کہ اللہ رب العزت کی ایک نعمت ہے اس کی ناقدری نہ ہو اور اللہ کی یہ نعمت تعمیری اور پیداواری مقاصد میں ہی استعمال ہو، جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا"[8]

کھاؤ پیو مگر اسراف نہ کرو۔

5۔دھوکہ اور ملاوٹ کی ممانعت:

تجارت اور خرید وفروخت میں دھوکہ دینا بد ترین گناہ ہے، جعل سازی، دھوکہ بازی اور ملاوٹ سے احتراز کرنا اور بچنا بھی لازم ہے، قرآن وحدیث میں جگہ جگہ اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں دھوکہ بازی اور فریب کو منافقین کی علامت قرار دیا گیا ہے، اللہ رب العزت کا ارشاد گرامی ہے:

"يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ"[9]

وہ لوگ اللہ کو اور اہل ایمان کو دھوکہ دیتے ہیں اور (حقیقت میں)

وہ اپنے سوا کسی کو دھوکہ نہیں دے رہے، لیکن انہیں اس بات کا احساس نہیں ہے۔

حدیث مبارک میں آپ ﷺ نے دھوکہ دینے والے کیلئے سخت وعید ارشاد فرمائی اور فرمایا کہ ایسا شخص ہم میں سے نہیں ہے، ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

جیساکہ حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

"ان رسول اللہﷺمرعلی صبرةمن طعام فآدخل یدہ فیها،فنالت اصابعه بللاً،فقال:یاصاحب الطعام،ماهذا قال اصابته السماء یارسول اللہ،قال:افلاجعلته فوق الطعام حتی یراه الناس،ثم قال:من غش فلیس منا"[10]

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گذرے،آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس ڈھیر کے اندر داخل کیا، توآپ کی انگلیوں میں تری آ گئی،آپ نے غلہ والے سے پوچھا کیا ہے؟اس نے جواب دیا یارسول اللہ! اس پر بارش برسی تھی جس سے یہ گیلا ہو گیا تھاآپ نے فرمایا! تم نے گیلے غلہ کو اوپر کیوں نہ کیا؟ تاکہ لوگ دیکھ لیں ،پھر آپ نے فرمایا: جو شخص دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں۔

6۔خرید وفروخت میں عیب واضح کرنا:

شریعت مطھرہ کا حکم یہ ہے کہ بیچنے والا بیچتے وقت اپنی چیز کے عیوب کو اس طرح واضح کردے کہ خریدار اندھیرے میں نہ رہے،بلکہ پوری حقیقت کو دیکھ کر اسے خریدنا چاہے تو اسے خریدے، بیچتے وقت چیز کے عیوب کو چھپانا جائز نہیں۔بلکہ چیز کی حقیقت کو واضح کرنا نیکی اور تجارت میں برکت کا باعث ہے اور چھپانا اور بے برکتی کا باعث ہے، چنانچہ صحابی رسول ﷺ سے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"فان صدقا وبینا بورک فی بیعهما ۔وان کذبا وکتما فعسی ان یربحا،ویمحقا برکة بیعهما "[11]

اگر وہ دونوں سچ بولیں اور پوری حقیقت بتادیں تو ان کی بیع میں برکت ڈال دی جاتی ہے اور اگر جھوٹ بولیں اور عیب کو چھپائیں تو ہوسکتا ہے کہ ان کو نفع ہو جائے، لیکن ان کی بیع کی برکت مٹادی جائے۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا کہ بنا عیب بتائے چیز بیچنا حلال نہیں، چنانچہ حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"المسلم اخوا المسلم ،ولا یحل لمسلم باع من اخیه بیعاً فیه عیب الا بینه له"[12]

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اور کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی کو کوئی چیز عیب بتائے بغیر بیچے۔

7۔خرید وفروخت میں قسمیں کھانا:

خرید وفروخت کے وقت قسمیں کھانا اللہ تعالیٰ کو ناپسند ہے، چنانچہ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"عن ابي هریرة،ان رسول اللہﷺقال:"اربعة یبغضهم اللہ عز وجل:البیاع الحلاف،والفقیر المختال،

والشيخ الزاني،والإمام الجائر"[13]

چار آدمیوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتے ہیں ایک وہ شخص جو بیچتے وقت کثرت سے قسمیں کھاتا ہے، اور دوسرا وہ شخص جو فقیر ہو کر تکبر کرتا ہے تیسرا وہ شخص جو بوڑھا ہو اور زنا کرتا ہے چوتھا وہ حکمران جو ظلم کرتا ہے۔

اور یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز اللہ کو ناپسند ہو اس میں برکت نہیں ہو سکتی، چانچہ ایک اور روایت میں قسمیں کھانے کو بے برکتی کا ذریعہ قرار دیا ہے، حضرت ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحلف منفقة للسلعة ،ممحقة للبركة"[14]

قسم سامان کو بکوانے والی ہے اور برکت کو مٹا دینے والی ہ

8۔ ناپ وتول میں کمی سے پرہیز:

لین دین اور تجارت میں اکثر اوقات وزن کرنے اور تولنے کی بھی ضرورت پیش آتی ہے، اس میں شریعت مطھرہ کا اصول یہ ہے کہ بیچنے والا وزن میں اضافہ کرکے دے اسی طرح ترازو کو جھکتا کر تولے۔ یہی آپ ﷺ کا بھی معمول تھا اور امت کو بھی اس کی تعلیم دی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کیلئے سخت وعید ارشاد فرمائی ہے:

"وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ"[15]

جو لوگ ناپ تول میں کمی بیشی کرتے ہیں ان کیلئے ہلاکت ہے، ان لوگوں کیلئے جو لوگوں سے کیل کے ذریعہ لیتے ہیں تو پورا لیتے ہیں اور جب وزن یا کیل کرکے دیتے ہیں تو کم کرتے ہیں۔

اسی طرح احادیث کی کتابوں میں یہ روایت موجود ہے، حضرت سوید بن قیس رضی اللہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اجرت لے کر لوگوں کی اشیاء تولا کرتا تھا، آپ ﷺ نے ہم سے کپڑا خریدا اور جب اس سے ثمن کا وزن کرا کر ہمیں دینے لگے تو اسے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا:

"زن وارجح"[16]

یعنی وزن کرو اور جھکتا تولو (وزن سے زیادہ دے دو)

9۔ کاروبار اور ملازمت کے دوران نماز کا اہتمام:

نماز بلاشبہ تمام مسلمانوں پر لازم اور فرض ہے اور اس میں کوتاہی کرنا اور نہ ادا کرنا درست نہیں، لیکن اگر لین دین اور کاروبار کے دوران نماز کا وقت آجائے تو بھی نماز چھوڑنا جائز نہیں، بلکہ باجماعت ادا کرنا ضروری ہے، قرآن مجید میں ایسے لوگوں کی تعریف اور حمد بیان کی گئی ہے جو تجارت اور کاروبار کے دوران بھی نماز سے غافل نہیں ہوتے، ارشاد ربانی ہے:

"رِجَالٌ لَّا تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ"[17]

اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں، جنہیں تجارت اور بیع اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے غافل نہیں کرتی۔

10۔ اخوت اور بھائی چارہ:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ"[18]

مومن آپس میں سب بھائی بھائی ہیں۔

حدیث مبارک آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : "الْمُسْلِمُ أَخُوالْمُسْلِمِ ؛ لا يَظْلِمُهُ ، وَلا يَخْذُلُهُ ، وَلا يَحْقِرُهُ ، بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنْ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ[19]"

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اس کو ظلم میں سونپتا ہے، نہ اس کو رسوا کرتا ہے، نہ اس کو حقیر جانتا ہے۔ کسی شخص کے بدبخت ہونے کے لیے اتنا ہے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔۔۔الخ"

ایک اور حدیث میں اس رشتے کو اس انداز میں بیان کیا گیا:

عن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ ﷺ المؤمن کالبنیان یشدبعضہ بعضا۔

"ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان سے تعلق ایک مضبوط عمارت کا سا ہے اس کا ایک حصہ دوسرے کو مضبوط کرتا ہے۔"[20]

اسلامی معاشی نظام میں میں اخوت اور بھائی چارے کا تصور:

بے جا خرچ اور صرف نمائشی اخراجات سے اجتناب کیا جائے، کیونکہ اس سے کمزور افراد معاشرہ کی دل آزاری ہوتی ہے۔

معاشی اعتبار سے کمزور افراد کے ساتھ ضروریات زندگی کی فراہمی میں بھرپور تعاون کیا جائے اور ممکن حد تک ان کی احتیاجات کا خیال رکھا جائیں۔

معاشرہ کے تمام افراد کو لاچار اور بے یار ومددگار نہ چھوڑا جائے اور انفرادی اور اجتماعی کوششوں سے ایسے افراد کو معاشی طور پر مستحکم کرنا چاہیے۔

بیماری، بے روزگاری اور غیر متوقع حالات کا شکار افراد کی مدد کی جائے۔

حصول رزق کی جدوجہد میں "ضرر" سے اجتناب کیا جائے یعنی ہر ایسے طریقے سے بچا جائے جو دوسرے کے ایذاء رسانی کا باعث ہو۔

تبادلہ اشیاء میں دھوکہ، فریب، اور غلط کاریوں سے بچا جائے اور لین دین باہمی رضامندی سے کیا جائے۔

ریاستی سطح پر بھی جذبہ اخوت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ حاکم اپنے رعایا کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کریں اور رعایا اپنے حاکم کے ساتھ۔

11۔تعاون وتناصر:

ایک دوسرے کی مدد کرنا اور کسی بھی مشترکہ مقصد کے حصول کیلئے آپس میں کوشش کرنا تعاون کہلاتا ہے، اسلام نے نیک کاموں میں تعاون تلقین کی تاکید کی ہے، ارشاد ربانی ہے:

"وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"[21]

تم نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں تعاون کرنا اور گناہ اور ظلم وزیادتی میں تعاون نہ کرنا۔

اسلامی معیشت میں تعاون کا کردار:

اسلام نے معاشی زندگی میں تعاون کو بڑھانے کی بڑی تاکید کی ہے، تاکہ تعاون کی وجہ سے معاشرے میں ناہمواری کی فضاء قائم نہ ہو اور دولت چند لوگوں کی ہاتھوں میں مرکوز ہو کر نہ رہ جائے بلکہ معاشرہ کے تمام افراد میں دولت کی منصفانہ تقسیم ہو اور تعاون کے ایسے تمام کاموں کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے جو شریعت کی رو سے جائز ہے اور معاشرہ کیلئے فائدہ مند ہے، چنانچہ اس سلسلے آپ ﷺ کی ایک جامع ارشاد مبارک ہے:

"عن ابن عمرؓ ان رسول اللہ ﷺ قال : المسلم اخوا المسلم لا یظلمه ولا یسلمه ومن کان فی حاجة اخیه کان اللہ فی حاجته ومن فرج عن مسلم کربة فرج اللہ عنه کربة من کربات یوم القیامة ومن ستر مسلماً ستره اللہ یوم القیامة"[22]

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اس لئے نہ تو خود اس پر ظلم وزیادتی کرے نہ دوسروں کا مظلوم بننے کیلئے بے یار ومددگار چھوڑے، اور جو کوئی اپنے بھائی کی حاجت پوری کریگا اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرے گا اور جو کسی مسلمان کی تکلیف اور مصیبت کو دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی مصیبتوں میں سے اس کی مصیبت کو دور کریگا اور جو کوئی کسی مسلمان کی پردہ پوشی کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی کرے گا۔

اسی طرح غلاموں اور ملازموں کو بھی وہی حقوق دیے گئے جو ایک عام مسلمان کو حاصل ہوتے ہے اور ان کے لباس، خوراک میں بھی کسی بھی امتیازی سلوک سے منع کیا گیا، بلکہ برابری کا حکم دیا گیا۔

اسی طرح تعاون کے سلسلے میں ہی نمائش اور بے جا خرچ سے منع کیا گیا تاکہ دوسرے کی ایذاء رسانی کا ذریعہ نہ بنے۔ بخل، اسراف سے منع کیا گیا تاکہ ضرورتمندوں کا خیال رکھا جائے۔

خلاصہ:

اسلام مختلف معاشی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے اور کسی بھی معاشی ترقی سے انکار نہیں کرتا، بلکہ مخصوص انداز میں اس میں مشغول شخص کو فضائل سے نوازتا ہے مگر اسلام نہ تو مکمل خود مختاری کا درس دیتا ہے کہ جو انسان کا دل جو چاہے کمائیں اور خرچ کریں، اور نہ انسان کو مکمل مجبور کرتا ہے کہ اس کی کمائی اور خرچ میں کوئی عمل دخل نہ ہو، بلکہ مکمل حوصلہ افزائی اور ترغیب کے ساتھ ساتھ کچھ پابندیاں بھی لازم کرتا ہے، جس میں کچھ قانونی پابندیاں ہیں اور کچھ نظریاتی اور اخلاقی، جیسے تقوی للٰہیت پیدا کرنا، حلال اپنانا اور حرام سے بچنا، دھوکہ دہی سے بچنا، ذخیرہ اندوزی سے بچنا، زیادہ قسمیں کھانے سے بچنا، اسراف تبذیر، اور عیب دار چیز کے فروخت سے بچنا، اسی طرح معاشی ترقی کیلئے آپس میں اخوت اور بھائی چارہ کا رواج، اور تعاون وتناصر جیسے اخلاقی صفات پیدا کرنا بھی ضروری ہے، لہٰذا اگر کوئی مسلمان اپنی معاشی سسٹم میں ان پابندیوں کا لازم کرے گا تب ہی وہ اسلام کا حقیقی پیروکار ہو سکتا ہے ورنہ ان پابندیوں سے کنارہ کشی دنیا میں معاشی سسٹم تباہ ہونے کے ساتھ ساتھ اخروی عذاب اور وعید کا بھی سبب بنتا ہے، لہٰذا ایک مضبوط، مستحکم اور خوشحال معیشت کیلئے ذکر کردہ اخلاقی اور نظریاتی پہلوؤں کو اپنانا ضروری ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حواشی وحوالہ جات

1۔ قاسمی، مولانا وحید الدین قاسمی، القاموس الوحید، مطبوعہ ،ادراہ اسلامیات، لاہور، 2001ء، ص: 1888

Qāsmī, Mawlānā Waḥīd al Dīn, Al Qāmūs al Waḥīd, (Nāshir: Idārah Islāmiyāt, Lahore), P:1888

2۔ مسلم ، مسلم بن حجاج ، صحیح مسلم، مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ ،لاہور ، 2004 باب تحریم الظلم علی السلم ، ج:2، ص:321، حدیث نمبر:6521

Muslim, Muslil bin Ḥajjāj, Ṣḥīḥ Muslim, (Nāshir: Maktabah Raḥmāniyyah, Lahore), Ḥadīth No: 6521

3۔البقرہ:168

Al Baqarh, Al Āyah: 168

4۔بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب البیوع، مطبوعہ ،2006، مکتبہ رحمانیہ، لاہور ج:1، ص:368 ،حدیث:2051

Bukhārī, Muḥmmad bin Ismā'īl, Ṣḥīḥ Bukhārī, (Nāshir: Maktabah Raḥmāniyyah, Lahore), Ḥadīth No: 2051

5۔النساء: 29

Al Nisā,, Al Āyah: 29

6۔ابن ماجہ ، محمد بن عبداللہ ابن ماجہ، سنن ابن ماجہ کتاب التجارہ ، باب الحکرہ، مطبوعہ، مکتبہ رحمانیہ لاہور 2004، ج:1، ص:273، حدیث نمبر: 2153

Ibn Mājah, Muḥmmad bin 'Abdullāh, Sunan Ibn Mājah, (Nāshir: Maktabah Raḥmāniyyah, Lahore), Ḥadīth No: 2153

7۔ صحیح مسلم، باب الاحتکار فی الاقوات، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، 2004، مطبوعہ 1956ء، ج:2، ص:31

Ṣḥīḥ Muslim, Vol:2, P:31

8 الاعراف:31

Al A'rāf, Al Āyah: 31

9۔البقرہ:9

Al Baqarah, Al Āyah: 9

10۔ ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسٰی، سنن الترمذی، ابواب البیوع ، مطبوعہ 2009ء ،الطاف سنز کراچی، ج:1، ص:570، حدیث:1315

Timidhī, Abū 'īsā Muḥmmad bun 'īsā, Sunan al Tirmidhī, (Nāshir: Alṭāf sons, Karachī), Ḥadīth No: 1315

12۔ صحیح بخاری، ج:1، ص: 273، حدیث:2082

Ṣḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 2082

13۔ سنن ابن ماجہ، ج:2، ص:280، حدیث نمبر:2246

Sunan Ibn Mājah, Ḥadīth No: 2246

13۔ نسائی، احمد بن شعیب بن علی، سنن نسائی، مطبوعہ، مکتبہ رحمانیہ، 2012، ج:1، ص:391، رقم الحدیث:2576

Nisā,ī, Aḥmad bin Shu'ayb, Sunan al Nisā,ī, (Nāshir: Maktabah Raḥmāniyyah, Lahore),Ḥadīth No: 2576

14۔ صحیح بخاری، ج:2، ص:125، حدیث: 2087

Ṣḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 2087

15۔ المطففین: 1-3

Al Muṭafifīn, Al Āyah: 1-3

16۔ سنن النسائی، کتاب البیوع، ج:2، ص:674، حدیث: 4592

Sunan al Nisā,ī, Ḥadīth No: 674

17۔ النور: 37

Al Nūr, Al Āyah: 37

18۔ الحجرات: 10

Al Ḥujurāt, 10

19۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب تحریم الظلم، ج:2، ص:321، حدیث:6541

Ṣḥīḥ Muslim, Ḥadīth No: 6541

20۔ صحیح مسلم، کتاب البر والصلہ، باب تراحم المومنین، ج:2، ص:325، حدیث:6585

Ṣḥīḥ Muslim, 6585

21۔ المائدہ: 2

Al Māi,dah, Al Āyah: 2

22۔ صحیح بخاری، کتاب المظالم والغصب، ج:1، ص:430، حدیث:2442

Ṣḥīḥ Bukhārī, Ḥadīth No: 2442